THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, the November 01, 2023
(332nd Session)
Volume IX, No.04
(Nos. 01-04)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume IX SP.IX (04)/2023
No.04 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Further discussion on the motion under Rule 218 regarding the Israeli atrocities and aggressive actions against the innocent Palestinians in Ghaza resulting in martyrdom of thousands of innocent people and the efforts made by Government of Pakistan in this prevailing scenario 3
   - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 3
   - Senator Saadia Abbasi 6
   - Senator Nisar Ahmed Khuhro 7
   - Senator Hafiz Abdul Kareem 10
   - Senator Bahramand Khan Tangi 12
   - Senator Umer Farooq 14
   - Senator Saleem Mandviwalla 15
   - Senator Muhammad Qasim 16
   - Senator Sarfaraz Ahmed Bugti, Minister for Interior 18
   - Senator Engr. Rukhsana Zuberi 19
   - Senator Keshoo Bai 21
   - Senator Khalida Sikandar Mandhro 22
   - Senator Shaheen Khalid Butt 24
   - Senator Atta ur Rehman 27
   - Senator Syed Muhammad Sabir Shah 27
   - Senator Fawzia Arshad 30
   - Senator Sana Jamali 31
   - Senator Muhammad Abdul Qadir 33
   - Statement by Mr. Jalil Abbas Jillani, Caretaker Minister for Foreign Affairs 35
4. Resolution moved by Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) condemning the Israeli crimes against humanity and state terrorism against Palestinians; expressing full solidarity and support with the oppressed Palestinians and demanding immediate ceasefire in Gaza 39

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Wednesday, the November 01, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past Ten in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ
الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا
مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ
الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾

ترجمہ: اور اے مسلمانوں ! تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اور ان بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اس بستی سے نکال لایئے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کر دیجیئے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجئیے۔ جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، اور جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے وہ طاغوت کے راستے میں لڑتے ہیں۔ لہٰذا اے مسلمانوں ! تم شیطان کے دوستوں سے لڑو۔ یاد رکھو کہ شیطان کی چالیں در حقیقت کمزور ہیں۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں پلیز، سینیٹر صاحبہ! تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ حافظ صاحب! کیا کہہ رہے ہیں، ذرا پھر سے بتائیں۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: میں غزہ کے بھائیوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کرنا چاہتا ہوں عربی میں، تو میں آپ اور ایوان سے اجازت چاہتا ہوں کہ مجھے اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: عربی میں تو اجازت نہیں ہے، یہاں صرف اردو میں بات ہو سکتی ہے یا انگلش میں بات ہو سکتی ہے۔جی۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: ترجمے کا انتظام بھی ہو گیا ہے، بندہ بٹھا دیا ہے، مہربانی کرکے مجھے اس کی اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، اگر ایوان اجازت دیتا ہے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے، as special case ورنہ اس کی قانون میں کوئی اجازت نہیں ہے جی،rules میں نہیں ہے۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: ایوان سے پوچھ لیں، ایوان ان شاء اللہ اجازت دے گا۔

جناب چیئرمین: ہاں جی، as a special case حافظ صاحب کو آج اجازت دوں کہ وہ عربی میں اپنا پیغام فلسطین کے لوگوں کو، سینیٹ آف پاکستان کا پیغام پہنچائیں۔ اجازت دے دوں جی،.as a special case ٹھیک ہے جی، حافظ صاحب، ابھی بیٹھیں، تشریف رکھیں نا، آپ کی باری تو نہیں آئی۔.Leave Applications

<u>Leave of Absence</u>

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر ثانیہ نشتر صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترم جناب، سیدیوسف رضاگیلانی صاحب موجودہ اجلاس کے دوران 31اکتوبر اوریکم نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میڈم! ایک سیکنڈ، مجھے motion move کرنے دیں۔

Order No.2, further discussion on the motion moved by Honourable Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House, on his behalf and on behalf of other Senators.

جی، جناب عرفان صدیقی صاحب۔ ویسے میں ایک بات بتاؤں کل ساروں کے لئے بیٹھے رہے تاکہ سب اپنی تقاریر کریں اور آج ہم conclude کرا کے Resolution pass کریں لیکن کل آپ لوگ پھر تشریف نہیں لائے۔ سب کے نام بھی پکارے گئے۔ مہربانی کریں آپ لوگ بڑی short, short تقاریر کریں۔ جی عرفان صدیقی صاحب پلیز۔ جی کیشو بائی، آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔آپ کی تقریر بھی کراتے ہیں۔

Further discussion on the motion under Rule 218 regarding the Israeli atrocities and aggressive actions against the innocent Palestinians in Gaza resulting in martyrdom of thousands of innocent people and the efforts made by Government of Pakistan in this prevailing scenario

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں کل چھٹی پر تھااور یقیناً آپ نے نام بھی لیا ہوگا۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: بس اختصار شیریں رحمٰن صاحبہ کی طرح کا نہ ہو۔بڑی مہربانی ہو گی۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی ان کو تو آپ نے خصوصی مراعات دے رکھی ہیں، مجھے اپنی اوقات کا اندازہ ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں بالکل ایسی بات نہیں ہے۔ ان کا اختصار آپ کو پتا ہے نا کہ گھنٹوں کا ہوتا ہے۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: نہیں، نہیں میں ان شاءاللہ مختصر کروں گا۔ گزارش یہ ہے جی کہ تقریر چاہے طویل ہو یا مختصر ہو، مفہوم ہمارا ایک ہی ہے کہ ہم اظہار یک جہتی کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ سوائے لفظوں کی بھر مار کے، چاہے طویل ہوں یا مختصر ہوں، ہم اور کچھ کر بھی نہیں سکتے اور یہ بہت بڑا المیہ ہے۔

جس امت مسلمہ کا ہم نام لیتے ہیں، تذکرہ کرتے ہیں اور جسے نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر کی خاک تک علامہ اقبال نے ایک پیغام دینے کی کوشش کی تھی وہ امت مسلمہ ہمیں کہیں نظر نہیں آرہی۔ علامہ نے ہی کہا تھا کہ

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

یہ راکھ کا ایک ڈھیر ہے جو کاشغر کی خاک سے نیل کے ساحل تک پھیلا ہوا ہے اور ہم بھی اسی انبوہ خس وخاشاک کا ایک حصہ ہیں، ہم بھی راکھ کے اسی ڈھیر کا ایک حصہ ہیں۔ قرار دادیں ہم پاس کر لیں گے اور اظہار خیال بھی کر لیں گے لیکن دوارب کے قریب مسلمان ہیں، 57 کے قریب اسلامی ممالک ہیں۔ ہم نے تنظیمیں بھی بنا رکھی ہیں، کوئی عرب لیگ کہلاتی ہے، کوئی OIC کہلاتی ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ہماری آواز کے اندر کوئی توانائی نہیں ہے۔ ہم جنگ نہیں لڑ سکتے، ہم جا کر اسرائیل کی توپوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس کی طرح بم نہیں پھوڑ سکتے، اس کی طرح طیارے نہیں اڑا سکتے لیکن کیا وجہ ہے سفارتی اور سیاسی محاظ پر بھی ہم کوئی ہلچل پیدا نہیں کر پا رہے۔

دور ونزدیک تک یوں لگتا ہے کہ جیسے اس کو ہم نے معمولات کا ایک حصہ بنا لیا ہے۔ بچے مرتے ہیں، ہر دس منٹ بعد ایک بچہ غزہ کے اندر جاں بحق ہو رہا ہے، شہید ہو رہا ہے۔ چار سو بچے روزانہ کی بنیاد پر شہید ہو رہے ہیں یا زخمی ہو رہے ہیں۔ مائیں بین کر رہی ہیں، بستیاں اُجڑ رہی ہیں، آبادیاں کھنڈر بن رہی ہیں، ملبے تلے پورے پورے قبرستان بن گئے۔ ہم دیکھتے ہیں، ہماری معمولات حیات میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، نہ ہی ہماری آوازوں میں رقت آتی ہے اور نہ ہی ہماری

آوازوں میں کوئی توانائی آتی ہے۔ ساڑھے تین کروڑ مربع میل پر پھیلے ہوئے مسلمان صرف ہیں، بائیس ہزار مربع میل پر آباد اسرائیل کے سامنے بے دست و پا ہیں۔

11 تاریخ کو عرب لیگ نے ایک بیان جاری کیا۔ اس نے کہا کہ دونوں اطراف سے جو زیادتی ہو رہی ہے اور ظلم ہو رہا ہے، ایک دوسرے پر حملے ہو رہے ہیں، وہ بند ہونے چاہیئیں۔ یہ عرب لیگ کا بیان ہے جس میں ظالم اور مظلوم دونوں کو ایک سطح پر رکھ دیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حماس نے جو کچھ کیا وہ اس کے ہم پلہ ہے جو اسرائیل کر رہا ہے۔ علامہ نے کہا تھا کہ جب تک دلوں میں یقین پیدا نہیں ہو جاتا، ''نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری۔'' ہمارے دل یقین سے عاری ہیں، ہماری ضربیں بیکار ہو چکی ہیں، ہمارے لفظ ہماری خود فریبی کے لیے ہیں، ہماری اپنی تسلی کے لیے ہیں، اپنی consumption کے لیے ہیں۔ نہ دنیا میں اس سے کوئی ہل چل ہو رہی ہے اور نہ کہیں اور کوئی چیز۔

میں آخر میں ایک قرارداد اپنی طرف سے، وہ قرارداد ایوان کی قرارداد ہے، قائد ایوان نے پیش کی ہے۔ یہ میری ایک انفرادی قرارداد ہے۔ اس پر آپ چاہیں تو غور کریں۔ میں اس قرارداد کو پڑھ دیتا ہوں اور آپ کے ریکارڈ کے لیے آپ کے پاس رکھ دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی پڑھ لیں، ریکارڈ میں رہے گا ان شاء اللہ۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: اس قرارداد کا متن یہ ہے: میرے غزہ کے نہتے باسیو! میرے غزہ کے پھول جیسے بچو! اپنے سامنے اپنے بچوں کو موت کی آغوش میں جاتے دیکھتی ماؤں! میری بہنو، میری بیٹیو، میرے بزرگو اور میرے نوجوان بیٹو! ہم پاکستان کے پچیس کروڑ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اسرائیل نے ظلم و بربریت کی انتہا کر دی ہے۔ دیکھ رہے ہیں کہ تمہارے گھر کھنڈر بن رہے ہیں، دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری بستیاں ملبے تلے دبا قبرستان بن رہی ہیں۔ دیکھ رہے ہیں کہ تمہارے ہسپتال، سکول، مسجدیں، کیمپ، سب ظالمانہ بمباری کا نشانہ بن رہے ہیں۔ دیکھ رہے ہیں کہ تم بھوک اور پیاس سے بلک رہے ہو۔ دیکھ رہے ہیں کہ تمہارے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں بچی۔ دیکھ رہے ہیں کہ چاروں طرف خوف، تباہ کاری اور غارت گری کے بھوت رقص کر رہے ہیں۔ دیکھ رہے ہیں کہ بچ جانے والے زخمی بچے کس طرح ماں باپ کی لاشوں سے چمٹے ہیں۔ ہم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ تمہارے دکھ درد میں شریک ہیں لیکن میرے پھول جیسے بچو! میری ماؤں! میری بیٹیو! ہم تم سے بھی زیادہ

مجبور اور بے کس ہیں۔ ہم بڑی بڑی طاقتوں کا نام بھی نہیں لے سکتے جو تم پر ظلم ڈھا رہی ہیں۔ ہمیں بھی زندہ رہنے کو روٹی چاہیے، ڈالرز چاہییں۔ ہمیں معاف کردو۔ آج نیل سے کاشغر کی خاک تک دو ارب مسلمان نہیں، راکھ کا ایک ڈھیر ہے اور ہم بھی اس ڈھیر کا ایک حصہ ہیں۔ ہمیں معاف کر دو۔ ہم تمہاری مدد نہیں کر سکتے۔ تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ بس اتنی التجا ہے کہ روزِ محشر اللہ کے حضور ہماری شکایت نہ کرنا اور کرو بھی تو حضور انور ﷺ کی آنکھ سے بچا کر کرنا۔ ہم کس طرح نبی رحمت کا سامنا کریں گے۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

Mr. Chairman: Thank you Sir. Honourable Senator Saadia.

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ، جناب چیئرمین! آج کا Motion غزہ پر ہے۔ ہماری پارٹی کی طرف سے اسحاق ڈار صاحب اور مشاہد حسین صاحب اور ابھی پروفیسر صاحب نے جو باتیں کی ہیں، میں ان میں صرف چند الفاظ کا اضافہ کرنا چاہوں گی۔ علامہ اقبال کا وہ پیغام جو انہوں نے 1923 میں دیا، آج ایک صدی ہو چکی ہے۔ انہوں نے فلسطین کا نام اور فلسطین کی محرومیوں کا جو ذکر پیام مشرق میں کیا تھا، اس کو آج ایک صدی ہو چکی ہے۔ اس میں فرق پڑا ہے؟ اس میں صرف یہ فرق پڑا ہے کہ اسرائیل کا قبضہ زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوتا گیا ہے۔ ایک مسئلہ جو ایک صدی سے چل رہا ہے، علامہ نے کہا تھا کہ یہ سب کچھ illegal ہے۔ The creation of the state of Israel, illegal ہے، اس territory پر ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہی ہمارا مؤقف ہے اور یہی ہمارا مؤقف ہونا چاہیے کیونکہ جو چیز جبر، ظلم اور زور پر قائم ہے، اس سے ہوا کیا ہے۔ اس سے صرف یہی ہوا ہے کہ ان کی جدوجہد میں تو کوئی کمی نہیں آئی۔ ہر شہید کے خون سے ان کی جدوجہد میں اضافہ ہی ہوتا گیا ہے۔ یہ اضافہ ایک صدی سے چل رہا ہے۔

پروفیسر صاحب نے کہا اسلامی ممالک کی مجبوری ہے۔ کیا مجبوری ہے یہ تو میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ نہ پیسے کی کمی ہے، نہ عوام کی کمی ہے، جس چیز کی کمی ہے شاید اُس جذبے کی کمی ہے۔ نمود و نمائش میں اسلامی ممالک اتنے پڑ گئے کہ وہ اسلام کا اصل مقصد، جدوجہد اور پیغام کو بھول گئے۔ اس لیے جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ یہاں ہمارے دوستوں نے جو کچھ کہا، میں ایک ایک

لفظ کو endorse کرتی ہوں۔ جس شخص نے بھی یہاں پر بات کی، اپنے دل سے اور جذبے کے ساتھ کی ہے۔ میں علامہ اقبال کے شامِ فلسطین سے صرف دو مصرعے پڑھوں گی:

ہے خاکِ فلسطیں پر یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا

علامہ کے یہی چند الفاظ ہیں جو اس پوری debate کو سمیٹ دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی یہ بات تو ختم کروں گی لیکن جس چیز کے لیے میں نے آپ سے وقت مانگا تھا، چند منٹ مانگے تھے اس لیے کہ All Public Universities Association والے کئی دنوں سے ایچ ای سی کے باہر ہڑتال کر رہے ہیں۔ ان کے بارے میں قومی اسمبلی نے اور قومی اسمبلی کی کمیٹی نے بھی بات کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا ان کی service structure and promotion policy کو تیار کیا جائے اور ان کے مسائل کو address کیا جائے۔ اگر وہ ابھی تک احتجاج کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ان کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ اب چونکہ قومی اسمبلی تو نہیں ہے، سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے تعلیم ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اسے کمیٹی کو refer کر دیتے ہیں، وہاں آپ take up کر لیں۔ میڈم! آپ بھی وہاں جائیں۔ ٹھیک ہے؟

سینیٹر سعدیہ عباسی: اس کمیٹی میں اگر take up کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی کر لیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: اس Association کے president کو بھی وہاں بلایا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، عرفان صاحب بلا لیں گے۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Nisar Khuhro sahib.

<u>Senator Nisar Ahmed Khuhro</u>

سینیٹر نثار احمد کھوڑو: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے یہ کہوں گا کہ اس ایوان میں جس نے بھی تقریر کی، وہ دل خراش داستانیں بیان کیں، ان واقعات کو بیان کیا، ہر ایک نے تفصیل میں بتایا جو وہاں ہو رہا ہے، جو اسرائیل کر رہا ہے۔ اس میں ان سب کو tribute پیش کرنا

چاہتا ہوں۔ انہوں نے دل سے بولا، انہوں نے جذبے سے بولا اور انہوں نے پاکستان کی نمائندگی کرنے کی کوشش کی۔ یہ اور بات ہے کہ ہماری تقاریر کیا اثر کرتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہماری آواز کہاں تک پہنچتی ہے لیکن کل ہم کم از کم یہ کہہ سکیں گے کہ ہم بولے، دل کھول کر بولے، اپنے دل کی آواز نکالی اور اس cause کو support کیا جو فلسطین کا ہے۔

ہمارا ان کے ساتھ تعلق، جیسے کل یہاں پر بات ہوئی کہ جب 1940 کی قرارداد پیش ہو رہی تھی تو نہ صرف وہ پاکستان کے لیے تھی، ایک اور قرارداد بھی پیش کی گئی تھی جو فلسطین کی ہمدردی میں پیش کی گئی تھی۔ ہم بھی اس وقت کوشش کر رہے تھے کہ ہم مسلمانوں کو second-class citizen سے نکالا جائے، ہم بھی ایک آزاد ملک کے باشندے بنیں اور عزت کے ساتھ رہیں۔ یہی تو درد فلسطین کا بھی تھا، جس کے لیے ہم بھی یہ سوچ رہے تھے۔ وہ وہاں second-class citizens ہیں، ان کے لیے ہمدردی کرنی چاہیے۔ پاکستان بننے والا تھا یا نہیں لیکن ہم نے فلسطین کے مظلوموں کے لیے آواز ضرور اٹھائی، اٹھاتے رہے ہیں، زمانے گزرے ہیں، پاکستان کی وہ لیڈرشپ جو حقیقی طور پر جمہوری بھی کہلاتی ہے، انہوں نے بھی دل کھول کر فلسطینیوں کا ساتھ دیا۔ کل شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے حوالے سے یہاں پر بات ہوئی تھی جس نے کوشش کی کہ یاسر عرفات صاحب یہاں پاکستان میں اسلامی کانفرنس میں شریک ہوئے، recognitions ملیں۔

اس کے بعد بے نظیر صاحبہ کے زمانے میں بھی UN میں ان کو special status ملا، وہ بھی ان جمہوری دوروں میں ملا جس میں ان کی کچھ آواز بڑھی، وہ اتنی نہیں بڑھی کہ جتنی ہونی چاہیے لیکن ہاں بڑھنے کا نام ہی اصل زندگی ہے جو کچھ بھی ہوا تھا، فلسطین کو وہ status دلانے میں پاکستان کی بھی contribution ہے۔ جناب والا! یہ تو باتیں تھیں جو ہم کہتے رہے لیکن ہم یہاں پاکستان میں کھڑے ہیں، ہمدردی کے الفاظ بول رہے ہیں، شاید ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا اچھا نہیں لگتا، یہی ایک بندہ تھا جو اپنے آپ کو لیڈر کہلاتا تھا، اس نے کہا اگر میرا favourite leader ہے تو وہ ہٹلر ہے، اس میں صرف یہ غلطی تھی وہ U-turn نہیں لیتا۔ ہٹلر کون تھا؟ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا؟ دنیا کو کہاں پر پہنچا دیا، کون کون سے مسئلوں نے جنم لیا؟ اب اگر کوئی پاکستان کے platform سے ان کی تعریف کرتا ہے تو پھر ہمارا high moral ground نکل

جاتا ہے کہ ہم کرتے کیا ہیں؟ پھر کبھی کوئی ہم سے مڑ کر پوچھے کہ پاکستان نے بنگالیوں کو کیوں مارا؟ جواب نہیں ہے، اپنے ہی لوگ تھے، اپنوں نے ہی ان کو مارا، وہ کیا تھا جو 70اور80 کی دہائیوں میں اس ملک کے لوگوں کے ساتھ ہوا، قصور کیا تھا؟ جمہوری حق مانگنے کے لیے گولیاں چلائی گئیں، کوڑے برسائے گئے، وہ حشر پاکستانیوں کے ساتھ ان دنوں میں ہوا، وہ منہ لے کر انٹر نیشنل فورم میں ہم کیا بولیں گے کہ کیا پاکستان کا high moral ground بنا سکتے ہیں؟ بن سکتا ہے کہ نہیں بن سکتا؟ یہ وہ چیزیں ہیں جس نے ہماری آواز کو کمزور کر دیا ہے، یہ چیزیں ہیں جہاں پر Security Council بھی ہے اور UN بھی ہے لیکن ہم کیا کرتے؟ دنیا میں دو ناسور پیدا ہو گئے، ایک اسرائیل اور دوسرا انڈیا، انڈیا نے ناجائز طور پر کشمیر پر قبضہ کر لیا، ہم نے صرف ایک روڈ کا نام سری نگر روڈ رکھ دیا، ہو سکتا ہے لوگوں کی ایک قطار بنائی ہو اور بس پھر کہہ دیا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اگر انہوں نے یوں حملہ کر دیا ہے، جس کو کل کہا گیا دھاڑیں مارتا تھا تو دنیا توجہ دیتی تھی، اس کی کارکردگی کے بارے میں بول رہا ہوں کہ elected ہو کر بھی ہم کمزور سا موقف اٹھا کر آگے بڑھے، ہماری وہ پوزیشن جو دنیا میں ہو سکتی تھی وہ ہم نے نہیں کروائی کیوں کہ ہمارا high moral ground نہیں تھا، یہ ساری چیزیں آج بھی محسوس کی جا رہی ہیں، آج بھی ملک عوام کے پاس نہیں ہے۔ آج بھی اپنے یہاں کہتے ہیں کدھر گیا وہ constitution, کدھر گئی وہ روایتیں، کدھر گیا وہ سب کچھ، آج بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ عوام کو ملک واپس دو، ان کو حق رائے دہی یا ووٹ کا حق رہنے دو۔ ہم تو صرف ووٹ کا حق مانگتے ہوئے یہاں مارے گئے ہیں، کبھی کوئی آتا تھا کہ میں پاکستان کی مخلوق کو، پاکستان کے لوگوں کو اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ national level کے فیصلے کر سکے یہ دو بار، تین بار، چار بار کہا گیا، پاکستان کی عوام کے ساتھ ان لوگوں کا جو رویہ تھا اس نے پاکستان کی آواز کو کمزور کیا، ہم سب کی آواز، اگر اس وقت اس ایوان میں بیٹھتے، اگر اس ایوان میں بیٹھ کر باتیں کرتے، دل خراش داستانیں بتاتے لیکن صبح سب لوگوں نے کہا، ہم صرف resolution پیش کر کے آگے بھیج سکتے ہیں اور پھر شاید کوئی credit مل جائے کہ یہاں کوئی اسمبلی تو تھی جس نے تین چار دن بحث کی، تین چار دن بحث کر کے پھر ان کے ساتھ ہمدردی کے دو الفاظ کہے، یہ ان کی زندگیاں واپس نہیں لا سکتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر نثار احمد کھوڑو: یہاں پر باتیں ہوئیں کہ ہم اپنی تنخواہیں دے سکتے ہیں تو کیا میں یہ سوال حکومت سے نہیں کر سکتا جو حکومت اس وقت بیٹھی ہے، اس نے کتنا کچھ کیا؟ کیا صرف ایک ٹیلیفون کافی ہے؟ کیا یہ ٹیلیفون کرنا کافی تھا؟ اس کے بعد صرف یہی کرنا تھا؟ آپ کی بڑی مہربانی آپ نے requisition پر اجلاس بلایا، آپ نے خود سے نہیں بلایا لیکن requisition میں سارے لوگوں نے کچھ نہ کچھ signatures کیے ہوں گے، Leader of the House نے بھی کیے ہوں گے تو ہم نے بھی کیے ہوں گے، سب نے کیے ہوں گے، اجلاس بلایا ضرور، باتیں ضروری کیں لیکن اپنے اندر ایک high moral ground پیدا کرو تو دنیا آپ کی بات مانیں گی، بات کچھ نہ کچھ سنی جائے گی، آپ تو کسی کا نام نہیں لے سکتے، باقی ہم بیٹھ کر کیا کہہ سکتے ہیں؟ ہماری ہمدردیاں فلسطینیوں کے ساتھ ہیں، رہیں گی کیوں کہ ہمیں یاد آتا ہے وہ ایسا کوئی لیڈر جس نے یہ سب کچھ کیا، ایک اسلامی کانفرنس بلانے کا اعزاز لیا اور وہ سب کو جمع کرنے کی طاقت رکھتا تھا، یہ سمجھتا تھا کہ لوگوں کو کیا دیکھنا پڑے گا، کیا برداشت کرنا پڑے گا، ہمیں ذوالفقار علی بھٹو یاد آتا ہے، اگر وہ ہوتا تو ہو سکتا ہے، دنیا کی تصویر کچھ اور ہوتی، اس طرح سے نہ ہوتی اور پاکستان کی حیثیت بھی اس طرح سے نہ ہوتی جو ہو گئی ہے، میں آپ کا مشکور ہوں جو آپ نے مجھے وقت دیا، شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر حافظ عبدالکریم صاحب۔

Senator Hafiz Abdul Kareem

سینیٹر حافظ عبدالکریم: شکریہ، جناب چیئرمین۔ (عربی کا اردو ترجمہ) حالیہ دنوں میں ہم نے فلسطین اور غزہ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں پر صیہونی قبضے کی جارحیت کا مشاہدہ کیا۔ میری طرف سے اور سینیٹ آف پاکستان، پاکستانی عوام، پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں اور پاکستانی حکومت کی جانب سے، ہم غزہ میں اپنے بھائیوں کے لیے یکجہتی اور مکمل حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم فلسطینی عوام کے حق خود ارادیت کا دفاع اور انکی آزادی کی حمایت کرتے ہیں اور انہیں اپنے مقدر کا تعین کرنے کا حق دیتے ہیں۔ آج ہم قابض صیہونی اسرائیل کے جرائم اور شہریوں، بچوں، عورتوں اور ہسپتالوں کے خلاف قابض صیہونی کی بلاجواز جارحیت کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ ہم اس لمحے تک جو کچھ بھی ہوا اور آج تک بھی ہو رہا ہے اس کا ذمہ دار انہیں ٹھہراتے ہیں۔

جناب! غزہ کی پٹی پر اسرائیلی جارحیت نے مغربی ممالک کی منافقت کو آشکار کر دیا ہے۔ اس جارحیت نے ان کے منافقانہ وعدوں کو ظاہر اور مکمل عیاں کر دیا کہ وہ انسانی حقوق کے محافظ ہیں، اور کس طرح انہوں نے میڈیا، پیسہ اور ہتھیاروں کو متحرک کیا، یہاں تک کہ طیارہ بردار بحری جہاز بھی داخل ہوئے، غزہ میں موجود کمزور بے بس اور لاچار بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے قتل میں حصہ لینے کے لیے اپنی افواج اور ہتھیاروں کو مکمل طور پر بے لگام کر دیا ہے۔ ناجائز صہیونی قبضے کے لیے مغربی میڈیا کے جھوٹ، منافقت، تعصب اور واضح حمایت کا ہم نے مشاہدہ کیا اور اس ظلم اور بربریت کو آج پوری دنیا نے بھی دیکھا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمیں انسانی اور عالمی ضمیر کے موقف کی قدر اور تعریف کرنی چاہیے جو اسلامی اور بین الاقوامی عوام کے موقف اور فلسطینی کاز کے لیے ان کی حمایت اور صیہونی قبضے اور اس کے جرائم کو مختلف پلیٹ فارمز اور بڑے پیمانے پر مظاہروں، اپیلوں کے ذریعے بے نقاب کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ہمیں سعودی عرب اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی قیادت میں اسلامی ممالک کے موقف کی بھی قدر کرنی چاہیے، جس نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف اپنا ثابت قدم، اور مضبوط موقف اختیار کیا، نیز ریاست قطر اور شیخ تمیم بن حمد کے ساتھ ساتھ ترکیہ اور محترم صدر، جناب رجب طیب اردگان کے موقف اور جنگ بندی کے لیے ان کی انتھک کوششوں کو فوری طور پر سراہنا چاہیے اور خطے کو ایک بڑی انسانی تباہی سے بچانا ہوگا۔

جناب چیئرمین! ہمارے مطالبات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ غزہ کے خلاف جارحیت کو فوری طور پر بند کیا جائے۔

۲۔ فوری طور پر غزہ میں انسانی مدد اور طبّی ٹیموں کو بھیجنے کے لیے انسانی ہمدردی کے لیے کراسنگ، اور راہداری کو کھولنا ہوگا۔

۳۔ پاکستان کو سعودی عرب، قطر اور ترکیہ کی قیادت میں عرب اور اسلامی ممالک کی قیادت سے اپنے شراکت داروں کے ساتھ کوششیں تیز کرتے ہوئے ایک اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔

۴۔ پاکستان میں سرکاری طور پر ریلیف مہم کا اعلان کیا جائے۔

۵۔ رفح کراسنگ کے ذریعے غزہ کے لیے امدادی فضائی پل کے آغاز کا اعلان کیا جائے۔

۶۔ امدادی کارروائیوں میں پاکستانی میڈیکل اور ایمبولینس ٹیموں کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

۷۔ جنگ بندی کے فوراً بعد، غزہ کی پٹی کی تعمیر نو میں، متعلقہ اسلامی ممالک کے تعاون سے پاکستان کی شرکت اہم ترین معاملات ہیں۔

جناب چیئرمین! غزہ اور فلسطین میں موجود بھائیوں کو کم از کم یہ پیش کرنا ہمارا ایک اولین فریضہ ہے۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ، سینیٹر صاحب۔ سینیٹر بہرہ مند خان تنگی۔

Senator Bahramand Khan Tangi

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، چیئرمین صاحب۔ آج پوری دُنیا میں اسرائیل کے طرف سے فلسطینی بھائیوں پر جو ظلم ہو رہا ہے اور اس میں مختلف ممالک فلسطین کے ساتھ اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں پاکستان اور پاکستانی عوام بھی فلسطین کے بھائیوں کے ساتھ ہیں اور ہم morally and politically انہیں support کر رہے ہیں۔

جناب! تین چار دن پہلے اسرائیل نے ایک اعلان کیا ہے کہ ہم حماس کے خاتمے تک اس جنگ کو جاری رکھیں گے۔ تو میں نے جو اس کا مطلب سمجھا، اسرائیل کہنا چاہ رہا ہے کہ فلسطین کے خاتمے تک یہ جنگ جاری رہے گی۔ میرے خیال میں اسرائیل حماس کو ختم کرنے کے حوالے سے فلسطین اور فلسطینی عوام کو جو آج اکیس دنوں سے ہم دیکھ رہے ہیں، اسرائیل ہمارے فلسطینی بھائیوں پر ظلم اور بربریت کا اظہار کر رہا۔ میرے خیال میں اسرائیل کا، حماس کو ختم کرنے کا اعلان فلسطین کو ختم کرنے کا اعلان ہے۔ میں آج اُن تمام ساتھیوں کو سپورٹ اور endorse کرتا ہوں جنہوں نے آج کے motion پر بات کرنے کے لیے ہمارا ساتھ دیا اور پوری دُنیا کو ایک پیغام دیا آج پاکستان کے ایوان بالا میں فلسطین پر discussion کی جارہی ہے۔ .Excuse me, please

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔ آج تنگی صاحب تنگ بھی نہیں کر رہے ہیں تو آپ لوگ ان کی بات نہیں سن رہے ہیں۔ جی سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب، پلیز۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: لیکن چیئرمین صاحب، کیا ہم morally and politically support کے ذریعے سے فلسطین کے بچوں کو دودھ دے سکتے ہیں، کیا ہم ان

تقاریر سے فلسطین کے اُن زخمیوں کو دوائیاں دے سکتے ہیں؟ کیا ان الفاظ سے ہم فلسطین کے اُن لوگوں کو جو آج بے یار و مددگار اور بے گھر ہیں، کیا ہم اُن کو خوراک دے سکتے ہیں تو اس کا جواب ہے، نہیں۔ تو اگر نہیں دے سکتے تو پھر ہم یہاں پر الفاظ کا گلدستہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور جب ہم اس ایوان سے باہر نکلتے ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور ہم اپنے اپنے کاموں اور سیاست میں involve ہو جاتے ہیں۔

جناب! میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں بھی ایسے ساتھی ہیں جیسے سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب ہیں جو ارب پتی ہیں اور ان کے علاوہ اس ایوان میں دیگر اور ساتھی بھی موجود ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اس ملک میں بہت کچھ دیا ہے۔ اس ایوان بالا میں سات، آٹھ پارٹیوں کے لوگ موجود ہیں اُن میں سے بیشتر کھرب پتی اور ارب پتی ہیں۔ آج میں نے اس motion پر اپنی آخری تقریر کرنے کا انتخاب اس لیے کیا کہ کون سا میرا ساتھی اٹھے گا اور وہ اپنی طرف اور اپنی پارٹی کی طرف سے پانچ ارب کا اعلان کرے گا اور سیکرٹری سینیٹ کے سامنے رکھے گا اور کہے گا کہ یہ ہے ہماری سپورٹ، الفاظ کی سپورٹ کے ساتھ، motion کی سپورٹ کے ساتھ، سیاسی سپورٹ کے ساتھ آج ہم ایسے اقدامات بھی لیں تو بہت اچھا ہوگا۔

جناب! آج وقت ہے کہ ہم انہیں politically support کرتے ہیں، moral support دیتے ہیں اور professional support دیتے ہیں، ایوان بالا کی سپورٹ دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اللہ رب العزت نے، ہمارے ایسے ساتھی ہیں اور دیگر دوست ہیں، ہماری پارٹیوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں اللہ تعالی نے بہت نوازا ہے۔ آج individual capacity میں اور پارٹیوں کے طرف سے اگر financial support کا اعلان ہو جائے اور اُن بچوں کو دودھ ملے، اُن زخمیوں کو دوائیاں ملیں تو میرے خیال میں پاکستان کی طرف سے ایک constructive پیغام چلا جائے گا کہ ہم انہیں morally and financially support کرتے ہیں۔ میں امید کروں گا کہ ہمارے ملک سے کچھ ساتھی financially support کے لیے بھی آگے آئیں اور انہیں financial support مل سکے تاکہ moral support کے ساتھ ساتھ ہم انہیں financial support بھی فراہم کر سکیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر زرقا صاحبہ، آپ نے مائیک کیوں press کیا ہوا ہے؟۔ سینیٹر عمر فاروق، پلیز۔

Senator Umer Farooq

سینیٹر عمر فاروق: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ آج اس واقعے پر تمام سینیٹرز کی طرف سے بات کی گئی۔ تمام ممبران نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جب بھی کہیں کوئی بربریت اور ظلم ہوتا ہے تو ہم کچھ باتیں کر کے اور افسوس کر کے، اُسے wind up کر کے، ایک کاغذ کے ذریعے ہم اپنا پیغام دے دیتے ہیں۔

جناب! اس واقعے کی ہم جتنی مذمت کریں وہ کم ہے۔ فلسطین میں آج ظلم کی انتہاء کی جا چکی ہے۔ آج اسرائیل نے صرف حماس نہیں بلکہ معصوم بچوں اور ہسپتالوں پر جو ظلم کیا ہے، دنیا میں ایسا کہیں نہیں کیا گیا ہو گا۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی پتا چلا کہ ہم پاکستانیوں کا اور ہم دیگر مسلمان ممالک اُن کی کمزوریوں کا بھی آج ہمیں بہتر احساس ہو چکا ہے۔ یہاں میرے ایک ساتھی نے مثال دی کہ اسرائیل کا کہنا ہے کہ وہ حماس کا مکمل خاتمہ کرے گا، اس کی وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ہماری کمزوریاں دیکھ رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے۔ سینیٹ کا یہ اجلاس بھی ممبران کی جانب سے ریکوزیشن کے تحت بلایا گیا ہے۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں ظلم اور بربریت آج فلسطین میں ہو رہی ہے، اس طرح کے بہت سارے مسائل ہمارے ہاں بھی ہو رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے تمام دوست، بلوچستان کے حوالے سے بلکہ پورے پاکستان میں جو سیاسی حالات چل رہے ہیں اور آج ہمارے بارڈرز پر جو بندش ہے۔ چمن border پر پندرہ دن سے دھرنا دیا گیا ہے۔ یہ سارے ملک میں ہمارے تمام صوبوں کے لیے اہم issues ہیں۔ اس پر ایک اجلاس ہونا چاہیے اور اس پر بات ہونی چاہیے۔ اس کے حل کے لیے کمیٹی ہونی چاہیے تاکہ ہم وہاں جا کر اپنے مسائل کا حل تلاش کریں۔ Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ Honourable Senator Saleem Mandviwalla

Senator Saleem Mandviwalla

Senator Saleem Mandviwalla: Thank you very much for giving me the opportunity to talk on Palestine.

پہلے تو میں یہ mention کروں گا کہ بڑی مشکل سے Senate میں یہ requisition accept ہوئی ہے۔ ہماری دو requisitions reject ہوئیں on some pretext or the other. میں سارے Senators کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس requisition پر sign کیا اور ہمارے ساتھ participate کیا۔

چیئرمین صاحب! تنگی صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں اور ہمارے colleagues نے بھی بہت اچھی باتیں کیں۔ سب نے یہاں ذکر کیا کہ ہمیں Palestine کے لیے کچھ کرنا چاہیے مگر the fact is کہ countries کچھ نہیں کر پا رہے۔ ترکی ایک پانی کی بوتل فلسطین اور غزہ میں نہیں بھجوا پا رہا، individual کی تو بات دور کی ہے کہ ہم کچھ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں باتیں ہی ہو سکتی ہیں، یہاں کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان بھی یہاں کچھ نہیں کر سکتا ماسوائے باتیں کرنے کے۔

OIC کی meeting ہوئی، اس میں کیا result نکلا؟ کچھ بھی نہیں نکلا۔ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میں اپنے آپ کو مسلمان کہوں۔ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میں کہوں کہ میں کسی مسلمان کی مدد کر سکتا ہوں، کیونکہ میں نہیں کر سکتا۔ جو reality ہے ہمیں اس پر بات کرنی چاہیے۔ ہم مسلمان اس دنیا میں جتنے بے بس ہیں اس پر بات کرنی چاہیے۔ یہ بات یہاں کھڑے ہو کر کرنے سے کہ فلاں کو یہ کرنا چاہیے یا فلاں کو یہ کرنا چاہیے، کوئی مسلمان فلسطین کی مدد نہیں کر سکتا اور یہی ground reality ہے۔ ہم سب، جو اس House میں موجود ہیں، کو شرم آنی چاہیے کیونکہ ہم ایک بوتل پانی غزہ میں نہیں بھجوا سکتے۔

دوسرا میں کہنا چاہوں گا کہ پاکستان کا role بہت important ہو سکتا ہے۔ Pakistan is a nuclear power. Pakistan can play a very important role. ترکی کے صدر اردوان نے بھی کچھ باتیں ایسی کی ہیں جس سے بڑا clear message گیا ہے کہ ہم آپ کے دروازے پر کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔ کسی leader کے لئے یہ کہنا بھی ایک بہت بڑی بات ہے۔ مگر ہمارے ہاں اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو

ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے ہم اسرائیل کی support میں بیٹھے ہیں۔ ہم فلسطین کی صرف باتیں کر رہے ہیں لیکن کوئی action propose نہیں کر رہے۔ ہم کوئی ایسی بات نہیں کر رہے کہ دنیا دیکھے کہ پاکستان نے فلسطین پر کوئی position لی ہے۔

I am sorry to say کہ میرے سارے colleagues نے جو باتیں کی ہیں وہ صرف WhatsApp groups میں چلیں گی اور ہم ایک دوسرے کی تعریفیں کریں گے کہ آپ نے بڑی زبردست تقریر کی ہے۔ میں دوبارہ بات کروں گا کہ ہم سب جو یہاں بیٹھے ہیں مل کر پانی کی ایک بوتل بھی غزہ میں نہیں بھجوا سکتے۔ تو government سے میری یہ استدعا ہوگی، اور جیسے Foreign Minister بھی یہاں بیٹھے ہیں، کہ آج کوئی ایسی چیز تجویز کریں کہ ہمیں محسوس ہو کہ پاکستان نے فلسطینیوں اور غزہ کے لیے کوئی position لی ہے۔ صرف lip service نہیں ہونی چاہیے جو کہ پاکستان میں اب تک ہو رہی ہے۔ Thank you very much جی۔

جناب چیئرمین: Honourable Senator Muhammad Qasim

Senator Muhammad Qasim

سینیٹر محمد قاسم: شکریہ چیئرمین صاحب۔ اس سے پہلے کہ میں اس موشن پر آؤں، میں پرسوں یہاں بیٹھا تھا تو اس وقت point of order پر ایک بات میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ دو منٹ کے لیے اجازت دے دیں please. یہاں honourable member ہمارے سابقہ چیئرمین جناب رضا ربانی صاحب نے بلوچستان کے متعلق کچھ باتیں کیں۔ اس میں missing persons کا ذکر کیا اور کچھ تنظیموں کا ذکر اس حوالے سے کیا جو وہاں کے انتخابات کو متاثر کر سکتی ہیں۔ Honourable Minister for Interior بیٹھے تھے تو انہوں نے جو جواب دیا وہ انتہائی افسوس ناک تھا۔

انہوں نے ہمیں اور ہماری جماعت کو براہ راست تنقید کا نشانہ بنایا کہ یہی لوگ ہیں جو انتشار پھیلا رہے ہیں اور لوگوں کے اغوا اور دیگر کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ جناب والا! Honourable Minister صاحب ابھی یہیں تھے، شاید باہر نکل گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ادھر ہی ہیں۔

سینیٹر محمد قاسم: اگر ادھر ہیں تو سن لیں کہ ہم اور ہماری جماعت ان کے ساتھ اس ایوان میں بھی موجود ہیں اور بلوچستان میں جو حالیہ بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں اس میں ہر چھوٹی چھوٹی جگہ پر بھی ہماری نمائندگی ہے، صوبائی اسمبلی میں بھی نمائندگی ہے، قومی اسمبلی میں بھی نمائندگی ہے جہاں ہم بیٹھے ہیں اور سینیٹ میں بھی ہم بیٹھے ہیں۔ تو اتنے بڑے ایوانوں میں ہماری موجودگی یہ ثابت کرتی ہے کہ ہم جمہوری عمل پر یقین رکھتے ہیں اور پاکستان و ملک کے آئین پر یقین رکھتے ہیں۔ اس آئین کی ہم قدر کرتے ہیں۔ ہم کو ان دہشت گرد تنظیموں سے ملا دینا اور ان کا سرپرست کہنا، میں اس پر Honourable Minister سے سخت احتجاج کرتا ہوں کیونکہ ایسی باتیں آپ کو کسی اور طرف لے جائیں گی اور یہ اچھی بات نہیں ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ زخموں کا مداوا کریں، آپ باتوں کو اور بھڑکا رہے ہیں۔

اب میں آج کی موشن کی طرف آتا ہوں۔ ہم نے نہ تو اسرائیل کو تسلیم کیا ہے اور نہ ہی ہمارا وہاں پر سفارت خانہ ہے اور نہ ہم کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ بلکہ دنیا میں بھی کوئی ابھی تک وہاں گھس نہیں سکتا۔ البتہ ہمارے پاس چھوٹی نجی تنظیمیں ہیں جیسے ایدھی، سیلانی اور الخدمت فاؤنڈیشن۔ یہ بے چارے کسی نہ کسی طریقے سے پہنچتے تو ہیں۔ یہ ان سے بھی مشکل حالات میں بھی گئے ہیں۔ اگر ہم ان کے ذریعے سے کچھ کرنا چاہیں تو پوری قوم سے مدد کی اپیل کی جائے۔ البتہ مملکت، ریاست اور حکومت اگر کچھ کرنا چاہے تو اقوام متحدہ کے دروازے پر lobbying کی جائے اور جنگ بندی کے لیے کوشش کی جائے جو ہم کر بھی رہے ہیں۔ ہم یہی کر سکتے ہیں اور اس کے لئے OIC کا penal پکڑ کی UN میں ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اس سے تھوڑی بہت مدد تو ہو سکتی ہے لیکن جو اسرائیل کام کر رہا ہے کہ ہتھیار بند لوگوں سے جنگ کرنے کے بجائے ناجائز طور پر نہتے civilian کو نشانہ بنا رہا ہے۔ Civilians میں بھی بلا تفریق مرد، عورت، بچے، چھوٹے، بڑے، حتیٰ کہ پوری بلڈنگوں کی بلڈنگ، گھروں کے گھر اوپر سے ہوائی جہازوں سے مسمار کرتا جارہا ہے۔

مجھے تو یہ atrocities دنیا کے کسی بھی خطے میں نظر نہیں آئیں، خاص طور پر civilians کے ساتھ جنگ کرنا۔ ایک طاقتور فوج civilians کے ساتھ جنگ کر رہی ہے اور ان کو notice بھی نہیں دیا کہ نکل جاؤ۔ جنگ کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے۔ چیئرمین صاحب یہ جنگ نہیں ہے بلکہ یہ تو صریحاً نسل کشی ہے۔ اس کی ہم سخت مذمت کرتے ہیں۔

ما شاء اللہ یہ تمام ایوان کی قرار داد ہے اور اس پر ان کے کافی نام ہیں۔ میں اپنے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ قدم اٹھایا۔ میں اس مسئلہ پر ان کے ساتھ ہوں۔ Thank you.

جناب چیئرمین: Minister for Interior, please

Senator Sarfaraz Ahmed Bugti, Minister for Interior

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی (وزیر داخلہ): Thank you for giving me this opportunity to respond to my honourable colleague. سر میں نے تو بالکل بھی (BNP(Mengal کا نام نہیں لیا اور کل جیسا کہ آپ خود موجود تھے لیکن شاید honourable colleague یہاں موجود نہیں تھے۔ میرا point of view یہ ہے کہ کل دو issues پر (BNP(Mengal دھرنا دے رہی تھی۔ ایک issue ہے missing persons کا اور ایک ہے death squads کا جو ہمیں اخبارات سے پتہ چلا ہے۔ یہی تو میرا point of view ہے جو honourable Senator کہہ رہے ہیں کہ آپ حکومتوں کا حصہ رہیں۔ آپ میر عبد القدوس بزنجو صاحب کی government میں بلوچستان حکومت کا غیر اعلانیہ حصہ رہے۔ آپ یہاں عمران خان صاحب کے اتحادی رہے، آپ جب PDM جماعتوں کی حکومت تھی، ان کا حصہ رہے۔ اس وقت جو forums تھے تو ان کو استعمال کرنا چاہیے تھا۔

جناب! جو دوسرا death squads کے حوالے سے point raise کیا گیا ہے۔ میں نے کل بھی یہ کہا اور آج بھی یہ کہہ رہا ہوں جو death squads ہیں۔ وہ BLA ہے جس نے پانچ ہزار innocent civilians کو شہید کیا ہے، پنجابیوں کی killings ہوئی ہیں، professors and doctors مارے گئے ہیں۔ جناب! پروفیسر ناظمہ طالب تھیں، انہوں نے بلوچستان میں 30 سال تدریس کا کام کیا، ان کو 9 اپریل 2009 میں شہید کر دیا گیا اور BLA نے claim کیا۔ جناب! آپ 4th January, 2010 کا جنگ اخبار اٹھا لیں، اس میں BLA نے ساری کارکردگی دکھائی ہے، اس نے یہ ساری killings admit کی ہیں۔ اسی طرح BRA ہے، اسی طرح UVA ہے، اسی طرح BLF ہے، اسی طرح مجید بریگیڈ ہے جن کو کون head کرتا ہے۔ میں سب کے نام بتا دیتا ہوں، اگر سردار صاحب اور ان کی جماعت کا نام ہے تو مجھے بتائیں۔ BLA headed by Hyrbyair Marri, UVA headed by younger

brother Zamran Marri, BRA headed by Brahamdagh Bugti, BAF headed by Dr. Allah Nazzar. BLA جو اچھو گروپ headed by Bashir Zaib and Lashker Balochistan headed ہے by Javed Mengal. ہم نے اس میں کہیں پر سردار صاحب کا نام لیا ہے تو بتا دیں، ہم نے ان کو نہیں جوڑا لیکن وہ خود اپنے آپ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو that is their choice. آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ قابل احترام سینیٹر رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ آج آپ نے مجھے allow کیا، میں ایوان کے سامنے point پیش کرنا چاہتی ہوں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے Engineer Parliamentarian caucus کو facilitate کیا۔ اس ایوان کی information کے لیے ہے کہ جو engineering کے issues ہیں، اس کے لیے Parliamentarian caucus will be available اور اس ایوان کے جو engineers ہیں، وہ بھی اس کے members ہیں جس میں جونیجو صاحب اور مینڈھرو صاحبہ سب شامل ہیں۔

جناب! اب میں آج کی motion کی طرف آتی ہوں۔ اچھا input ساری detail اور سارے statistics ہمارے سامنے آئے ہیں۔ میں ان سب کو endorse کرتے ہوئے، میں یہ ضرور جانتی ہوں اور میں آج بہتر طریقے سے جان سکتی ہوں کہ ذوالفقار علی بھٹو کی جان کیوں لی گئی۔ Islamic countries کے leaders کو کیوں ختم کیا گیا، ان کا سب سے بڑا یہ قصور تھا کہ انہوں نے اپنے ملک کو independent and nuclear power کے حساب سے مضبوط کرنے کے لیے کام کیا جس کے لیے ہمارے پیچھے آج بھی لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ ایک author Antony Lowenstein journalist ہیں، انہوں نے اپنی کتاب لکھی ہے، اس کتاب کا نام "The Palestine Laboratory" ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں کہا ہے کہ Israel کس طرح export of the technology of occupation کو use

کرتے ہوئے اپنے فائدے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ war against
terrorism, racism and colonialism, occupation ہی نہیں ہے but
it is about something else, it is good fashioned, old
colonialism. وہ اس کو اس طرح explain کرتے ہیں کہ 9/11 کے بعد region میں جو
conflict تھا، it took a new turn, as Israel position itself as the
key ally in the global war on terrorism. As Palestine rights
of the Israeli strategy, the message was unambiguous.
Israel نے کہا کہ ہم سب سے بڑے key ally ہو سکتے ہیں، ہم اپنی پیدائش کے اگلے دن سے
terrorism سے fight کر رہے ہیں۔ وہ جس طرح اپنی کتاب میں describe کرتے ہیں
کہ انہوں نے اپنے drone کو کس طرح develop کیا۔ انہوں نے ایک world class
weapon industry پر توجہ دی۔ انہوں نے اس equipment کو concurrently
occupied لوگ پر test کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کی footage کو market کیا،
brand بنایا اور اس کی footage کو market کیا اور انہوں نے اس idea کو cash کیا۔
The Palestine Laboratory is a signature Israel selling
point. Lowenstein detail کرتے ہیں کہ Israeli Defence Company
نے using actual footage, انہوں نے اس footage کو use کیا، انہوں نے غزہ پر
drone سے strike کی۔ انہوں نے ان کو اپنی promotional video میں ڈالا
یعنی they are making it and selling this strategy. Arms trade
expert جو Andrew Feinstein کے نام سے جانے جاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس
drone strike کو promotional video میں use کیا، انہوں نے civilians اور
بچوں کو kill کیا۔ This Israeli strategy has boosted the Israel
economy. Israel defence department نے جو 2020 میں figures
دیے، اس میں ان کی sales 8.3 billion dollars تھی۔ 2021 میں یہ بڑھ کر 11.3
billion dollars ہو گئی۔ I won't be surprised کہ اب جو 2023 کی sales
figures آئیں گی ان میں مزید دو چار بلین ڈالرز کا addition ہوگا۔ On the list of

World's top 10 biggest exporters of major weapons, Israel is on the list. جناب! جو دوسرا economic benefit اس ظالمانہ کارروائی سے حاصل کر رہے ہیں وہ organ drive ہے۔ ان کو جب organs کی ضرورت ہوتی ہے they open the chest of people. یہ جو لوگ مر جاتے ہیں اور جن کو یہ شہید کر دیتے ہیں، ان کے بھی یہ chest open کرکے، ان کے organs نکال کر انہیں استعمال کرتے ہیں۔ This is the height of criminality اور یہ ظلم کی انتہا ہے۔ آج کل ایک نظم social media پر گردش میں ہے، اس میں کہا کہ Images are getting worst, voices getting hoarse, children blown to bits, no one calling quits. I hope کہ ہماری یہ چھوٹی سی efforts اور ہماری آوازیں کم از کم انہیں یہ بتا رہی ہیں کہ ہم فلسطینیوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور ہم پر امید ہیں کہ ان کا کہیں کچھ اثر بھی ہوگا۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: قابل احترام سینیٹر کیشو بائی صاحبہ! آپ تھوڑی short بات کریں please کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ سب کو موقع ملے۔ ہم کل رات تک بیٹھے رہے اور سب کے نام بیس مرتبہ پکارتے رہے۔

سینیٹر کیشو بائی: میں تین دن سے wait کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ تین دن سے wait کر رہی ہیں تو آپ نے کل یہاں پر بیٹھنا تھا نا۔ آپ بات کریں۔

<u>Senator Keshoo Bai</u>

سینیٹر کیشو بائی: جناب! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں فلسطین کے حوالے سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ فلسطین میں کربلا جیسی صورت حال بنی ہوئی ہے۔ Israel کی طرف سے زمینی، ہوائی اور بحری حملے جاری ہیں، لاکھوں گھر تباہ ہو چکے ہیں۔ لاکھوں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں، کئی ماؤں کی گودیں اجڑ چکی ہیں اور کئی بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ زخمی لوگ علاج کے لیے ہسپتال کی طرف جاتے ہیں تو ہسپتالوں پر بھی حملے کئے جا رہے ہیں۔ اس صورت حال میں دنیا کے تمام ممالک کو اس platform پر ایک ہونا چاہیے تھا۔ رنگ، نسل اور مذہب سے بالاتر ہو کر انسانیت کو ترجیح دینی چاہیے تھی۔ حیرانی کی بات ہے کہ عالمی ادارے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور UN جیسے ادارے

کی خاموشی بھی حیران کن ہے۔ انسانی حقوق کے لیے ادارہ بنایا گیا، اس ادارے کو فلسطینیوں کے حقوق نظر کیوں نہیں آ رہے، بچوں اور ماؤں کی آواز سنائی کیوں نہیں دے رہی، وہ مائیں جو خون کے آنسو رو رہی ہیں، ان کو وہ آنسو کیوں دکھائی نہیں دے رہے۔ روزانہ لاشیں گر رہی ہیں، ان کو وہ کیوں نظر نہیں آ رہیں۔ Peace, security and friendly relation among the nations کے لیے ادارہ بنایا گیا، وہ کیوں خاموش ہے۔ اس صورت حال میں ان کو کوئی سخت action لینے کی ضرورت تھی۔ ان ممالک کو شرم آنی چاہیے تھی جو UN کے members ہونے کے باوجود جب resolution پیش ہوتی ہے تو وہ اس resolution کی support میں کھڑے نہیں ہوتے جو انسانیت کے لیے کھڑے نہیں ہوتے، ان کی membership ختم کیوں نہیں کی جا رہی۔

جناب! اس وقت بھی UN خاموش رہا تو پھر ایسے ادارے بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ Israel کی support کرنے والے یا اس کو funding کرنے والے بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ میرا تعلق ایک ایسی پارٹی سے ہے جس کے قائدین شروع سے ظلم، بربریت اور دہشت گردی کے خلاف رہے ہیں۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو سے لے کر محترمہ بے نظیر بھٹو تک۔ حال ہی میں ہمارے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے اپنے بیان میں کہا کہ Israel دنیا کے لیے security risk ہے، انہوں نے بالکل درست فرمایا ہے کیونکہ اب وقت آ گیا ہے کہ Israel کو دنیا کے نقشے سے ختم کیا جائے۔ تب ہی دنیا میں امن آ سکتا ہے ورنہ اس خاموشی کی وجہ سے دنیا میں عالمی جنگ بھی ہو سکتی ہے۔ آپ کا شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, honourable Senator Dr. Khalida Sikandar Mandhro.

<u>Senator Khalida Sikandar Mandhro</u>

سینیٹر خالدہ سکندر میندھرو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم۔ (عربی)۔ شکریہ، جناب چیئرمین جو آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ بڑی دکھ کی بات ہے اور سب کے دل زخمی ہیں لیکن ابھی ہمیں کچھ کرنا ہے۔ جیسے دوسرے دوستوں نے کہا کہ صرف lip service نہ ہو۔ ہمیں ابھی کچھ کر کے دکھانا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان اور سارے پاکستانی چاہے وہ مسلمان ہیں، ہندو ہیں یا عیسائی ہیں، سب کے دل دکھی ہیں۔ آج اس جنگ کا 26واں دن ہے اور

اسرائیل کی غزہ میں کشیدگی عروج پر ہے۔ غزہ لہولہان ہے۔ آگ پھیل رہی ہے۔ 1500 سے زیادہ لوگ شہید اور 18 ہزار سے زیادہ زخمی ہیں۔ روزانہ 420 کے قریب بچے شہید ہو رہے ہیں۔ 24 گھنٹوں میں 600 سے زیادہ حملے ہو رہے ہیں۔ اب سوچیں وہاں لوگوں کی کیا حالت ہو گی۔ وہ کیا کر رہے ہوں گے؟ وہ کس طرح جی رہے ہیں؟ وہ جی رہے ہیں یا جیتے جی زخمیوں کی طرح رہ رہے ہیں۔ یہ ساری حقیقتیں ہیں۔ اب سوچنا یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ I belong to Sindh. ہم بچپن میں سندھ کی تاریخ پڑھتے تھے۔ اس میں یہ قصہ تھا کہ سعودی عرب سے ایک قافلہ نکلا تھا۔ اس میں بچے اور عورتیں بھی تھیں۔ جب وہ سندھ پہنچا تو وہاں کے بادشاہ نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس قافلے کے لوگوں نے سعودی عرب کے بادشاہ کو لکھا کہ یہاں ہم پر ظلم ہو رہا ہے اور ہمیں اس ظلم سے نجات دلائیں۔ ان کی ایک پکار پر محمد بن قاسم سندھ پہنچے اور انہوں نے ان بچوں اور عورتوں کو رہائی دلائی۔ ان کی ایک پکار پر اتنی ہلچل مچ گئی۔ اب اتنی پکاریں ہو رہی ہیں، اتنی چیخیں اٹھ رہی ہیں لیکن کانوں پہ جوں تک بھی نہیں رینگ رہی۔ اس کے بعد سندھ پر محمد بن قاسم نے حکومت کی۔ انہوں نے سب کو آزادی دی۔ انہوں نے کہا کہ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ سب اپنی طرح اپنی زندگی گزاریں گے۔ انہوں نے ایسی بہترین حکومت کا example قائم کیا کہ وہاں کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔

جناب! ہم بھی یہی دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ایسا لیڈر آئے اور فلسطینیوں کے لئے کچھ کرے لیکن ہمیں کوئی امید نظر نہیں آ رہی ہے۔ سب کے دل دکھی ہیں لیکن لیڈرشپ کا فقدان ہے۔ ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو نے سارے مسلمان leaders کو ایک platform پر اکٹھا کیا تھا کہ اگر کبھی بھی ایسا وقت آیا تو ہم ساتھ ہوں گے۔ مجھے یہ شعر یاد آ رہا ہے کہ؛

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ کرے کوئی ایسا لیڈر آئے جو فلسطینیوں کو اس مشکل سے نکالے۔ ہم کب تک انتظار کریں گے۔ چھوٹے اور معصوم بچوں کو ہم ایسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ ان کے پاس نہ دودھ، نہ پانی، نہ کھانا اور نہ دوائیاں ہیں۔ وہ چیخ رہے ہیں۔ سب لوگ دکھی ہیں۔ پاکستان ایک اچھا ملک ہے۔ اس میں چھوٹے اور

بڑے سب کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے لئے کچھ امداد share کرنا چاہتے ہیں۔ میں سندھ جاتی ہوں تو وہاں گاؤں کے لوگ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم سے کچھ لیں لیکن کوئی طریقہ وضع نہیں ہے۔ آپ ہمیں بتائیں کہ ہم کیسے اپنا حصہ ڈالیں۔ پاکستان کے لوگ تکلیفوں کو محسوس کرنے والے ہیں۔ وہ محسوس کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گی کہ ہمیں ان کی امداد کرنی چاہیے۔ ہم انہیں کیسے بھوکا چھوڑ سکتے ہیں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس پینے کے لئے پانی نہ ہو، دوائیاں نہ ہو۔ ایسے بالکل بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ برداشت کے قابل نہیں ہے۔ آپ لوگ بڑے ہیں۔ آپ اور ہم مل کر سوچیں۔ سارے لوگ help کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن انہیں کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا ہے۔ لوگ اٹھ چکے ہیں۔ سب کی نیندیں حرام ہیں۔ سب کو تکلیف ہو رہی ہے اور سب چاہ رہے ہیں کہ کچھ نہ کچھ کریں۔ اسرائیلی ان سے کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ یا تو Egypt چلے جائیں یا پھر ادھر ہی بھلے مر جائیں۔ یہ سب ہم سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ .We have to do something for them ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں ہے جب فلسطین پر ظلم ختم ہو جائے گا۔ دنیا کے سارے لوگ بھی اس ظلم کو محسوس کر رہے ہیں۔ ان پر بھی یہ دباؤ ڈالیں کہ وہ اپنے بادشاہوں سے کہیں کیونکہ ان کے حکمران بادشاہ ہی ہیں اور اپنی مرضی سے چلتے ہیں کہ کسی طرح اب ceasefire کروائیں اور ان کی مدد کریں، شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, honourable Senator Shaheen Khalid Butt.

<u>Senator Shaheen Khalid Butt</u>

سینیٹر شاہین خالد بٹ: شکریہ، جناب چیئرمین! پچھلے تین دنوں سے ایوان بالا میں ہمارے قابل اور فاضل دوستوں نے اپنی تقریروں میں غزہ کی battlefield کا نقشہ پیش کیا ہے۔ ان باتوں کو بار، بار repeat کرنے کا شاید اتنا فائدہ نہ ہو۔ بڑا اچھا ہوتا اگر آج ایوان میں فلسطین کے سفیر یا ان کا کوئی delegation بیٹھا ہوتا تو انہیں ہمارے جذبات کا بہتر علم ہوتا۔ بہر حال یہ آپ کا decision تھا۔ گزارش یہ ہے کہ میں صرف مسلم امہ کی بات نہیں کرتا لیکن یہ سب کو ازبر یاد ہو چکا ہے کہ بہت سارے ایسے ممالک ہیں جہاں فلسطین کے لئے درد دل رکھنے والے موجود ہیں۔ ایسی بہت ساری civilized countries ہیں جہاں فلسطین کے لئے support بعض مسلمان ممالک سے زیادہ ہے۔ یہ issue صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ پوری humanity کا ہے اور میرے

خیال میں اسے اس تناظر میں بھی دیکھنا چاہیے۔ نیویارک میں میرے اسرائیل کے ایک acquaintance ہیں جو journalist turned businessman ہیں، کل رات ان سے میری بات ہوئی۔ وہ Prime Minister of Israel Nethanyahu کا دوست بھی ہے اور اسرائیل کی جو کارروائیاں ہیں اس پر interest سب لیتے ہیں لیکن وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے زیادہ دلچسپی لیتا ہے۔ کل جب میں اس سے بات کر رہا تھا وہ 7th October کو first 24 hours بہت پریشان رہا لیکن اس وقت اس نے مجھے ایک بات کہی تھی کہ آپ دیکھیے گا کہ یہ بات ایسے نہیں ہے جیسے آپ کو نظر آ رہی ہے۔ ہمارے لیے 9/11 ہے، تو میں اس کی بات کو کچھ سمجھا کچھ میں نے کہا اس کا اپنا analysis ہے۔ کل رات کو جب میری بات ہوئی تو اس نے کہا دیکھ لیا تم نے تو اس نے مجھے اپنے طریقے سے explain کیا کہ فلسطینیوں کے مسئلے کا حل کیا ہے، یقیناً جو آج کل two State theory وہ پیش کر رہے ہیں اس کا propaganda اس نے کیا۔

میں نے اس سے گزارش کی کہ یہ سب تو ٹھیک یہ باتیں بیٹھ کر ہو سکتی ہیں لیکن ceasefire immediately کیسے ہو سکتا ہے تا کہ جو بچے، Palestine and Gaza میں جو جانیں ضائع ہو رہی ہیں daily between 400 and 500 جانیں ضائع ہو رہی ہیں ان کو فوری طور پر روکا جاسکے۔ اس نے کہا کہ یہ سب کچھ ہوا ہے for a reason, we have made a decision that we have to finish Hamas اس کے لیے جتنا بھی collateral damage ہوتا ہے وہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر بچوں کی جانیں جاتی ہیں، عورتوں کی جاتی ہیں، hospitals demolish کرنے پڑتے ہیں یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ once for all Gaza میں جو Hamas ہے اس کو ہم نے completely finish کرنا ہے اور اس کے بعد we will talk.

میں نے اس سے کہا کہ ابھی کل ہی تو United Nations میں Resolution pass ہوا ہے 120 members supported that resolution اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگوں نے اس سے abstain بھی کیا ہے لیکن overwhelming majority نے اس کو support کیا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ کس Resolution کی بات کر

haven't you been talking about resolutions on رہے ہو Kashmir? کیا ہوا اس کا؟ کتنے Resolutions pass کیے آپ نے؟ So Resolutions mean nothing, we will do what we have to do.

اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ جو فلسطین کا ہے ہماری involvement اس میں صرف ایک مسلمان ملک ہونے کی حیثیت سے یا جو 1940 کا Resolution ہے اس کے حوالے سے یا ایک انسان ہونے کے لیے نہیں بلکہ ہمارے کشمیر کی جو problem ہے یہ بالکل similar problems ہیں اور ہم اس کی support آج نہیں کریں گے تو ہم کل دنیا سے support کیسے demand کر سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں ہمیں اسے پوری support کرنی چاہیے اور یہ تو حکومت کا کام ہے۔ میں تو اس بات سے پریشان ہوں کہ 27th October کے حوالے سے جو کہ بہت سالوں سے as a Black Day celebrate کیا جاتا ہے، پاکستان میں بھی اور overseas بھی۔ اس کو بجائے اس کے کہ اور زور دار طریقے سے celebrate کیا جاتا ہے ہم ایک step پیچھے ہو گئے ہیں۔ میں کشمیر کے بارے میں بات اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ کشمیر کا مسئلہ فلسطین کے مسئلے سے الگ نہیں ہے اور Mr. Ambassador Foreign Minister یہاں بیٹھے ہیں، یہ Washington میں Ambassador تھے ان کو پتہ ہے کہ کشمیر کے حوالے سے New York میں Consulate خاص طور پر بہت active طریقے سے UN کے سامنے بھی اور Consulate میں بھی اس بارے میں لوگوں کو inform کیا جاتا تھا کہ 27th October کے حوالے سے کشمیر میں کیا ہوا تھا لیکن اس بار unfortunately فلسطین کے بارے میں تو بات ہم نے کرنی ہے وہ تو بعد کی بات ہے، ہم کشمیر کے بارے میں بھی بھول گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں ختم کر دوں گا میں لمبی بات نہیں کروں گا مجھے پتہ ہے کہ وقت کی قید ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے اگر اجازت ہو تو علامہ اقبال صاحب کے دو شعر میں کہنا چاہوں گا:

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسا

ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا
تقدیر امم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

Mr. Chairman: Senator Atta ur Rehman.

Senator Atta-ur-Rehman

سینیٹر عطاء الرحمٰن : (عربی)۔۔۔ جناب چیئرمین ! میں انتہائی مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے آج اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میرے سے پہلے بھی اس موضوع پر ہمارے تمام ساتھیوں نے بات کی ہے ان سب کی تائید کرتے ہوئے، لمبی گفتگو نہیں کرنا چاہتا لیکن جو اصل مسئلہ ہے وہ میدان جنگ نہیں ہے ہمارے اتفاق کی بات ہے۔ ہم مسلمانوں میں وہ اتفاق نہیں ہے اگر آج بھی مسلم دنیا متفق ہو جائے تو میرے خیال میں اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹا سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اندر اتفاق بنیادی چیز ہے میں آج صرف اس گزارش کے ساتھ کہ امت مسلمہ کو ہم دعوت دیں کہ وہ آئیں اور اس مسئلے پر متفق ہو کر ایک لائحہ عمل تیار کریں اور پاکستان میں خاص طور پر ہماری Political Parties کے جو سربراہ ہیں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ مل کر بیٹھیں اور یہاں سے ایک متفقہ آواز جائے۔ اس طرح سے ہم پوری دنیا کی attention لے سکتے ہیں۔ ہماری پارٹی نے بھی کوشش کی ہے اور تمام Parties کر رہی ہوں گی لیکن ہم جب بل اتفاق اپنا نظریہ پیش کریں گے اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو اسرائیل ہی نہیں دنیا کی کوئی بھی طاقت آپ کے اس اتفاق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ میں آخر میں پھر ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Senator Syed Muhammad Sabir Shah.

صابر شاہ صاحب اسی طرح مہربانی کرنی ہے بس وقت بہت کم ہے۔

Senator Syed Muhammad Sabir Shah

سینیٹر سید محمد صابر شاہ: میرا گلہ ویسے ہی ساتھ نہیں دے رہا۔ آج نہ صرف پورا House سوگوار ہے بلکہ پوری امت مسلمہ سوگوار ہے کہ فلسطین میں جو ظلم اور بربریت کا جو بازار گرم ہے اور جس طرح معصوم بچوں کو قتل کیا جا رہا ہے، جس طرح پوری انسانیت وہاں پر دم توڑتی ہوئی نظر آ رہی ہے اور بحیثیت مسلمان ہم سب کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ کیا مسلمان جو ایک امت واحدہ ہے، دنیا کی

1/5th آبادی مسلمانوں کی ہے، تو کیا مسلمان اس طرح مظلومیت کی زندگی گزاریں گے۔ سوال یہ ہے کہ فلسطین کا مسئلہ ہو یا کشمیر کا مسئلہ ہو، یہ کل کا مسئلہ نہیں ہے، یہ دو چار روز کا مسئلہ نہیں ہے، یہ مہینے سال کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ کتنے سالوں سے چلا آرہا ہے اور کتنے سالوں سے ہم قرار دادیں منظور کر رہے ہیں اور یہ بے جان قرار دادیں ہم پیش کرتے ہیں اور یہ ہمارا منہ نوچتے ہیں کہ تم کتنے بے حس اور بے بس ہو چکے ہو اور صرف اپنا کام نہیں کر رہے ہو لیکن میرے ذریعے سے تم فلسطین والوں کی مدد کرنا چاہتے ہو اور میرے ذریعے سے تم کشمیر کو آزادی دینا چاہتے ہو۔ جناب چیئرمین! یہ جو روش ہے اور جس خواب غفلت میں امت مسلمہ سوئی ہوئی ہے، اس بات کو بھول جائیں کہ فلسطین کے مسلمان آج ایک مظلومیت کی حالت میں ہیں۔ مر رہے ہیں۔ پٹ رہے ہیں اور لٹ رہے ہیں۔ تو کیا ہم محفوظ رہیں گے۔ ہم نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ بس ہم قرارداد پاس کرکے ہم اپنا فرض پورا کر لیں گے۔ جناب چیئرمین! ایک زورآور شخص کمزور کو مارتا ہے۔ اس کو ایک چپیڑ مارتا تو وہ جواباً کہتا ہے کہ اب کے مار۔ پھر وہ دوسری طرف سے مارتا ہے تو وہ پھر کہتا کہ اب کے مار، اب کے مار اور اب کے مار۔ تو اس طرح اس کی درگت بنالیتا ہے۔ ہماری یہی حالت ہے کہ اب کے مار اور اب کے مار۔ جناب چیئرمین! ہمیں کیا کرنا ہے؟ دو باتیں ہیں کہ جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات۔ یہ ہمیں ماننا پڑے گا۔ ہم نے کیا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نعمتوں کی موسلادھار بارش کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں معدنیات، تیل، گیس اور سونا دیا۔ کیا کچھ نہیں دیا۔ نعمتوں کا ایک موسلادھار بارش ہے جو مسلمانوں پر برس رہی ہے۔ ہم نے کیا کیا ہے۔ آج ہماری بے بسی کیا ہے۔ جذبہ بھی ہے اور سب کچھ ہے لیکن ہم بے بس ہیں۔ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کے مقابلے میں مغربی ممالک نے اپنے آپ کو تیار کر رکھا ہے لیکن ہمیں دولت ملی تو ہم نے عالی شان گاڑیاں خرید لیں۔ انہوں نے ہمارے لیے جہاز بنا دیے اور اس میں ساری آسائشیں ہمیں دے دیں اور ہمیں میٹھی نیند سلایا کہ آپ آرام کریں۔ آپ ان باتوں کی فکر نہ کریں۔ جناب چیئرمین! آج میں انتظار میں ہوں۔ ہمیں صلاح الدین ایوبی کا بھی انتظار ہے لیکن اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں ایک ذوالفقار علی بھٹو کی ضرورت ہے۔ اس نے دو چیزوں کو سامنے رکھا۔ ایک اسلامی کانفرنس بلا کر پوری امت مسلمہ کو اس نے جھنجھوڑا اور ان کو متحد کیا۔ اس وقت ہمیں بھی دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اس وقت ہمیں امت کی unity چاہیے۔ Unity کے ساتھ ساتھ ہمیں ان میزائلوں اور جدید ٹیکنالوجی

کا مقابلہ بھی کرنا چاہیے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے مسلمانوں کو اکٹھا کیا اور دوسری طرف غربت کی حالت میں گھاس کھا کر ایٹم بم بنانے کی بات کی۔ وہ ایٹم بم پاکستان نے بنا بھی دیا۔ آج وہ ایٹم بم ہمارا deterrence ہے۔ پاکستان کے تحفظ کا ضامن وہ ایٹم بم ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے وہ initiative لیا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی تکمیل ہمارے لیڈر میاں محمد نواز شریف نے اربوں ڈالروں کے offers کو ٹھکرا کر غیرت کا مظاہرہ کیا اور پوری دنیا میں پاکستان کو ایٹمی قوت بنا دیا۔

جناب چیئرمین! اس کو آگے چلنا چاہیے تھا۔ امت مسلمہ کو لے کر آگے چلنا چاہیے تھا لیکن امت مسلمہ خاموش ہے۔ آج بھی ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ پاکستان کی responsibility سب سے زیادہ ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہم نے یہ پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر بنایا ہے۔ یہ ہماری responsibility ہے کہ ہم اس وقت initiative لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ OIC تو oh I see بن گیا ہے۔ ہماری حکومت کو چاہیے کہ آج پوری امت مسلمہ کو یہاں پر بلائیں۔ پاکستان میں سب کو اکٹھا کر لیں۔ ہمارے پاس اگر بموں کی کمی ہے تو دوسری طرف ہمارے پاس ایک قوت ضرور ہے۔ سارے مسلمانوں کو ایمرجنسی میں اکٹھا کر کے اور صرف ایک اعلان کر دیں کہ جن جن ممالک نے ظالم اسرائیل کا ساتھ دیا ہے ان کے ساتھ ہم اپنے سفارتی تعلقات اور کاروبار کو ختم کر دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ آپ کے ہاتھ میں ایک ایٹم بم ہے۔ اگر جرات ہے، اگر کوئی قائد ہے اور اگر کہیں ہماری غیرت جاگتی ہے۔ ہم فلسطینیوں کی صرف لفاظی امداد کرنے کی بجائے حقیقت کی طرف آتے ہیں تو میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ براہ مہربانی پاکستان کے حکمران اٹھیں۔ میں اپنی قیادت سے بھی اور مختلف جماعتوں کے قائدین سے بھی کہوں گا کہ اس بات پر اس حکومت کو مجبور کریں۔ گو کہ یہ نگراں حکومت ہے لیکن ہمیں ان کو مجبور کرنا چاہیے کہ وہ پوری امت مسلمہ کو پاکستان بلائیں کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے۔ اس وقت ہم یہی کچھ کر سکتے ہیں۔ ویسے تو ہم پانی کا ایک بوتل بھی نہیں دے سکتے۔ میرے ساتھ بیٹھی ہوئی ایک بہن نے کہا تھا کہ ہم مہنگائی کے سیلاب کے سامنے سینہ تان نہیں سکتے تو اسرائیل کے سامنے ہم کیا تانیں گے۔ جناب چیئرمین! بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔

Senator Fawzia Arshad

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب چیئرمین! یہاں پر ہم سب فلسطین کے ساتھ اظہارِ یک جہتی اور اسرائیل کو condemn کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ دو تین دن سے یہ محفل چل رہی ہے

and there is only one agenda point and that is to show our solidarity with the people of Palestine. If Israel has the right to exist, then Palestine also has a right to exist. This is something the world community must understand and try to achieve it. Here, we see that the state of Israel for the last 50 years has been involved in absolute terrorism. It is the biggest terrorist of all times and should be recognized as one.

میرے ساتھی شاہین صاحب نے بھی بتایا کہ ان کے جو دوست ہیں انہوں نے کہا کہ تم لوگ کشمیر کے لیے کچھ کر نہیں پائے تو فلسطین کے لیے کیا کرو گے۔ ہمیں ان کا mind-set دیکھنا ہے اور جو انہوں نے بیان کیا ہے وہ یہی ہے کہ وہ غزہ کو صفحہ ہستی سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مسئلہ سارا یہاں پر یہی ہے کہ ہم نے یہاں پر ساری باتیں political and historical کی ہیں اور ہم نے facts and figures بیان کیے ہیں کہ ان 26 دنوں میں اسرائیل نے غزہ پر کیا کچھ کیا ہے اور کیا کچھ کر رہا ہے۔ ہماری ایک مجبوری ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں کر پا رہے ہیں۔

It is because we lack a leader, we lack somebody who can unite all the Muslim countries and then come up with some solution. We need a solution. We need a way forward. We just cannot keep doing lip service. We just cannot sit here only talking about we should do this or we should do that. We have to implement. This is the time we have to come into action. There has to be an action plan by all Muslim countries.

سینیٹر فوزیہ ارشد: ہمارے لیڈر عمران خان صاحب نے دو مرتبہ OIC کی میٹنگ منعقد کروائی جس میں foreign ministers آئے۔ ان سب کو جمع کرکے gathering ہوئی۔ اس کے علاوہ انہوں نے United Nations میں اسلاموفوبیا کے موضوع پر جس دلیری اور جس

انداز سے بات کی، 15 مارچ اسلاموفوبیا کا دن ہے۔ اسی طرح کا لیڈر ہمیں چاہیے۔ ابھی ہمیں ان جیسے لیڈر کی سخت ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے لوگوں کو اکٹھا کریں جو اس مسئلے کا حل لے کر آئیں، ساری امت مسلمہ کو اکٹھا کریں۔

میں ایک مسلمان ہوں، ہم زیادہ تر یہاں مسلمان ہیں، ہمارے لیے دو جگہیں بہت مقدس ہیں۔ ایک مکہ مکرمہ ہے جبکہ دوسری بیت المقدس ہے۔ بیت المقدس کی بے حرمتی ہو رہی ہے جبکہ ہم یہاں بیٹھے ہیں اور کچھ نہیں کر پا رہے۔ ہمیں کچھ تو سوچنا ہوگا کہ ہم ایک اسلامی ملک ہیں اور تمام اسلامی ممالک میں ہم ایک واحد ملک ہیں جس کے پاس ایٹم بم ہے، ہم ایک نیوکلیئر ملک ہیں، ہمارا ایک مقام ہے۔ ہماری ایک قوت ہے۔ ہم اس کو استعمال نہ کریں تو وہ ایک اور بات ہے۔ ہمیں اس مسئلے کا ایک مثبت حل ڈھونڈنا ہوگا۔ ہم اس مثبت حل کی تلاش میں ہیں۔ وہ مثبت حل تب ہی سامنے آئے گا جب ہم سب ایک page پر اکٹھے ہوں گے۔ اس page پر لانے کے لیے ہمیں عمران خان جیسا لیڈر چاہیے جو تمام لوگوں کو اکٹھا کرے۔ میں اپنی حکومت سے التجا کرتی ہوں کہ خدارا! آپ کچھ کر دکھائیں، پاکستان کے نام کو آپ بلند کریں اور اس مسئلے کا کوئی مثبت حل تلاش کریں تاکہ اس genocide کو ختم کیا جاسکے۔ یہ نسل کشی ہے۔ یہ محض فلسطینیوں کو یا غزہ کو ختم کرنا نہیں ہے بلکہ یہ ایک پوری نسل کو ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر ثنا جمالی۔

<u>Senator Sana Jamali</u>

سینیٹر ثنا جمالی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ہمارے محترم وزیر خارجہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

Firstly, I would say that we don't need anything, we need a peaceful world where we can breathe and where we can live whether it is Israel or Palestine. Today, this is happening with Palestine. In few years, it can happen with any other country of the world. We need a peaceful solution for that.

ہمارے پاس ذوالفقار علی بھٹو جیسے لیڈرز نہیں ہیں جو اقوام متحدہ کی قرارداد tear کرکے آجاتے ہیں۔

Today, we have Tayyip Erdogan, we have so many other leaders who can talk and sit with Natenyahu that we need a peaceful world.

ہمارے ہاتھ اتنے تو بندھے ہوئے نہیں ہیں اور ہم پر IMF کا قرضہ ہے کہ ہم بات نہ کر سکیں۔

We can talk for the peace and peace of the world. Our honourable colleague Senator Mandviwalla said how are we Muslims when we cannot provide water to them. It is through your august House why cannot we tell the whole world leaders that before one month, you are ready to talk with Israel but why cannot we talk with them today for a peaceful world. Are we Muslims? There is a new-born child and before his birth certificate, a death certificate is issued.

I will not take much of your time. I want that our Foreign Minister should contact Turkiye and other Islamic countries that we should talk with Israeli administration that we need a ceasefire and then we can sit and talk about the Palestinian issue. Earlier, during the last week, we had visited the Palestinian Ambassador. He told us that there is one gate in Masjid-al-Aqsa which is named "Pakistan". So, the people of Palestine are seeing us.

The indiscriminate use of force by the Israeli forces has resulted in deaths of hundreds of people. It has already been discussed in the few days but we need a ceasefire. For this, our Pakistani government should ensure that we need a durable world and must make concrete efforts to end Israeli occupation in the Palestinian territories, dismantle illegal Israeli settlements and apartheid regime, demand withdrawal of Israeli forces from the occupied territories and then we can talk. That is what I want to say.

Mr. Chairman: Thank you. Last speaker, honourable Senator Muhammad Abdul Qadir.

Senator Muhammad Abdul Qadir

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علی محمد و علی الٰہ وصحبہ وسلم۔ جناب چیئرمین! علامہ اقبال نے کہا تھا:

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

جناب چیئرمین! ترانوے لاکھ کا ملک جس میں 6.3 ملین یہودی ہیں، ایک ارب اسی کروڑ مسلمانوں کی موجودگی میں، یہ زندہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ زندہ لاشیں ہیں، ان کی موجودگی میں پچھلے پچیس چھبیس دنوں سے نہتے اور معصوم فلسطینیوں پر وحشیانہ بمباری کی جارہی ہے اور مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ ان میں ساٹھ سے ستر فیصد عورتیں اور بچے ہیں۔ ایک طرف اسرائیل کی بمباری میں اضافہ ہوتا جارہا ہے تو دوسری طرف مسلم امہ کے تمام لیڈر دبکے ہوئے اور خاموش بیٹھے ہیں۔ سوائے قراردادوں کے اور condemn کرنے کے آگے کوئی قدم نہیں اٹھایا جارہا۔

جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ جیسے ہی اسرائیل نے فلسطین پر حملہ کیا تو دوسرے یا تیسرے دن امریکی صدر personally اسرائیل گیا۔ اس نے تمام دنیا کو بتایا کہ یہ جنگ اسرائیل کی نہیں ہے بلکہ ہماری ہے۔ اس نے کہا کہ یہ جنگ ہماری ہے، ہم نہ ہسپتالوں کا احترام کریں گے اور نہ اقوام متحدہ کے ان اسکولز کا احترام کریں گے جن میں نہتے فلسطینی بچے اور عورتیں پناہ حاصل کرتے ہیں۔ جناب! آپ نے دیکھا کہ انہوں نے الاہلی ہسپتال پر حملہ کیا جس میں تمام غزہ میں بمباری سے ڈر کر لوگ جمع تھے صرف اس لیے کہ ہسپتال ایک ایسی جگہ ہے جہاں بمباری نہیں ہوگی لیکن انہوں نے اس پر بھی بمباری کی اور پھر اسے accept کیا۔ وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ نہ ہم اسکول دیکھیں گے، نہ ہم ہسپتال دیکھیں گے، ہم تمام لوگوں کو مار کر دم لیں گے۔

جناب چیئرمین! علامہ اقبال نے ایک شعر کہا تھا کہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب چیئرمین ! اگر مسلمان اکٹھے نہیں ہوں، اگر مسلمان بمباری کا بدلہ بمباری سے نہیں دیں گے، یقین کریں کہ ہمیں اسی طرح پاؤں تلے روندھ دیا جائے گا۔ یہ ہر اسلامی ملک کے لیے اسرائیل بنے گااور اسلامی ملکوں کو فلسطین بنادیا جائے۔ ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا۔ پچاس سے زیادہ اسلامی ممالک اور ہمارے ایک ارب اسی کروڑ مسلمانوں کے لیڈرز کو اکٹھا بیٹھنا ہوگا۔ جس دن اسرائیل بمباری کرے اور اس کے اوپر مسلمان ملکوں کی بمباری ہو، آپ دیکھیں اگلے دن بمباری رکتی ہے یا نہیں۔ اسرائیل کے وزیراعظم نے کہا کہ میں غزہ کو ایک ویران جزیرہ بنادوں گا۔ کیا ہم اس وقت تک انتظار کریں گے جب ایک ایک بچہ، ایک ایک مرد، ایک ایک انسان وہاں شہید ہوجائے گا اور ہم اپنی قراردادیں پیش کرتے رہیں۔

جناب چیئرمین ! اس وقت اسرائیل میں ایک انسانی المیہ جنم لے چکا ہے۔ صرف مصر کی سرحد سے روزانہ وہاں 400 ٹرک خوراک اور خوردنوش کی اشیاء پہنچائی جاتی تھیں۔ پچھلے پچیس چھبیس دنوں میں صرف 60 ٹرک سامان کے وہاں جاسکے ہیں۔آپ یہ اندازہ لگائیں کہ اگر کوئی شخص کسی حادثے میں زخمی ہو اور صرف اور صرف اس کو زخمی حالت میں خون بہتے ہوئے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ دم توڑ جائے، اس کے درد اور تکلیف کا آپ اندازہ لگائیں، وہاں زخمیوں کا علاج نہیں ہو رہا، لوگ over bleeding سے مر رہے ہیں لیکن دنیا کی کوئی قوت، وہ قوتیں جو ایک بلی یا کہیں کوئی کتا زخمی ہوجائے تو ان کے لیے ہیلی کاپٹر اور جہاز اڑاتی ہیں، دنیا کو دکھاتے ہیں کہ ہم human rights کے بڑے علمبردار ہیں، آج انسانوں کے بچے مر رہے ہیں۔UNICEF کی report ہے کہ ہر پندرہ منٹ میں ایک بچہ شہید ہو رہا ہے۔ فلسطین میں جو UN کا head posted تھا وہ اس بمباری میں اپنے eight family members کے ساتھ وفات پاگیا ہے۔UN کے 64 سے زیادہ لوگ وہاں مارے جاچکے ہیں، UN خود witness کر رہی ہے کہ اسرائیل کی یہ بربریت صرف اس لیے ہے کہ امریکہ، انڈیا، برطانیہ اور ایسے ممالک کھل کر ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ پچیس دنوں کے بعد UNGA ایک resolution لائی ہے اور اس پر voting کروائی ہے۔

جناب والا ! اگر ہم اسی طرح ہاتھ باندھے بیٹھے رہیں گے، ان لوگوں سے ہمارا سوال ہے جو پاکستان کی مسجدوں میں گھس کر خودکش دھماکے کرتے ہیں، سو سو نمازیوں کو شہید کرتے ہیں، ان groups سے سوال ہے جو یہاں بڑے بڑے اجتماعات تو کرتے ہیں لیکن جب مسلمان عورتوں اور

بچوں کی اس طرح شہادتیں ہو رہی ہوں تو صرف تقاریر کرتے ہیں۔ ہمیں practical steps لینے ہوں گے۔ ان معاملات پر یہاں تمام لوگوں نے discussion کی ہے جس میں Balfour Declaration 1917 سے لے کر جب Great Britain نے انہیں surety دی کہ ہم آپ کو ایک Jewish homeland دیں گے، اسے support کیا لیکن ایک صدی گزرنے کے باوجود تمام مسلم ممالک بے بس ہیں اور کوئی practical step نہیں اٹھا رہے ہیں۔ ہم جب تک مل کر کوئی practical step نہیں اٹھائیں گے، اسے روکنا یا اس کی solution ناممکن ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Caretaker Minister for Foreign Affairs to conclude the debate.

<u>Statement by Mr. Jalil Abbas Jillani, Caretaker Minister for Foreign Affairs</u>

جناب جلیل عباس جیلانی (نگران وزیر برائے امور خارجہ): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کو اور اس ایوان کے معزز اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس اہم موضوع پر پچھلے تین دنوں سے جس طرح انہوں نے اجلاس میں بہت مدلل، جامع اور سیر حاصل بحث کی وہ خراج تحسین کی مستحق ہے۔ جناب والا! ہم جس مسئلے کو discuss کرنے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ,Order please وزیر صاحب کو سنیں۔ جو سینیٹر صاحبان Lobby میں ہیں، براہ مہربانی وہ ایوان میں تشریف لائیں۔ جی۔

جناب جلیل عباس جیلانی: جناب والا! یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ جس طرح کشمیر کا مسئلہ UN کے agenda پر بہت پرانا حل طلب مسئلہ ہے، اسی طرح فلسطین کا مسئلہ بھی ہے۔ ان دونوں مسائل کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادیں موجود ہیں جن پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ جناب والا! ہم جس اہم موقع پر یہاں جمع ہوئے ہیں، اپنی solidarity فلسطین کے عوام کو show کرنے کے لیے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ صرف ہمارا ایک مذہبی فریضہ ہے بلکہ ہمارا قومی فریضہ بھی ہے۔ جس طرح فلسطین کے عوام اسرائیل کے غاصبانہ قبضے کے بعد بہت ظلم واستبداد کا شکار ہیں اور وہاں پچھلے کئی روز سے بے شمار شہادتیں ہو چکی ہیں، وہ نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ ہم سب

کا یہ فرض بنتا ہے کہ فلسطین کے عوام کے لیے ہم solidarity show کریں، ان کی جتنی حتیٰ الوسع مدد کر سکیں وہ ہمارے لیے ایک قومی فریضہ ہے اور ہمارے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

جناب چیئرمین! فلسطین پر پچھلے کئی برسوں سے اسرائیل کا قبضہ ہے، Gaza پر پچھلے سترہ سالوں سے اسرائیل کا قبضہ چل رہا ہے لیکن جس طرح 7th October کے بعد ان پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ ڈھائے گئے ہیں، وہاں جس طرح شہادتیں ہوئی ہیں، جس طرح بچوں اور عورتوں کو شہید کیا گیا ہے، میرے خیال میں ہماری موجودہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں کل رات Director General UNICEF Ms. Catherine Russel کو سن رہا تھا، انہوں نے بہت اہم بات کی کہ پچھلے دو ہفتوں سے Gaza میں جو ظلم ہو رہا ہے، وہ ایک قبرستان کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ UN کے مطابق تقریباً 8500 کے قریب فلسطینی شہید ہو چکے ہیں جن میں 3500 کے قریب بچے شامل ہیں، اس وقت پچیس ہزار سے زائد فلسطینی زخمی حالت میں ہیں۔ وہاں تقریباً 222 schools کو تباہ کیا گیا، ایک لاکھ اسّی ہزار کے قریب مکانات کو تباہ کیا گیا ہے۔ وہاں نہ بجلی ہے، نہ وہاں پانی ہے، نہ خوراک ہے، جہاں ہسپتال اور کلینک ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ اس وقت تک 35, 36 Israeli attacks ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے وہاں لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، بے چارے زخمیوں کی کوئی تیمارداری کرنے والا نہیں ہے، ان کے علاج کی کوئی سہولیات بالکل نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت حال نہ صرف پاکستان کے لیے بلکہ پوری دنیا کے لیے باعث تشویش ہے۔

جناب چیئرمین! ابھی کل ہی اسرائیل نے جبلیہ کے مقام پر ایک حملہ کیا جس کے نتیجے میں سینکڑوں شہادتیں ہوئیں۔ یہ اسرائیلی حملے صرف Gaza تک ہی موقوف نہیں ہیں، اس کا دائرہ کار بہت زیادہ بڑھا دیا گیا ہے اور اب نہ صرف Jerusalem بلکہ West Bank پر بھی ان کے attacks ہو رہے ہیں اور ایک اطلاع کے مطابق، authentic figures کے مطابق Jerusalem and West Bank میں بھی بے شمار شہادتیں ہو چکی ہیں لیکن اہم بات یہ ہے کہ UN کے جو figures دیے گئے ہیں according to the various independent sources شہادتوں کی اصل تعداد اس سے کئی زیادہ ہے۔

جناب والا! جب سے یہ مسئلہ شروع ہوا ہے پاکستان نے proactive role ادا کیا ہے، نہ صرف یہ کہ پاکستان نے اس پر بہت واضح statement دی، نہ صرف آپ کی طرف سے فلسطین کے بہنوں اور بھائیوں کے لیے ایک بہت واضح پیغام دیا گیا بلکہ حکومت کی جانب سے بھی واضح پیغام دیا گیا۔ وزیراعظم صاحب نے فلسطینی صدر محمود عباس سے بات کی۔OIC کے تمام اہم ممالک کے وزرائے خارجہ بشمول Saudi Arabia, UAE, Qatar, Turkiye, Jordan, Egypt کے ساتھ میری بات چیت ہوئی اور ہم نے اپنی position خصوصی طور پر Saudi Arab and other likeminded countries کے ساتھ coordinate کی۔

جناب والا! اسی effort کے نتیجے میں پاکستان اور سعودی عرب نے OIC کا jointly ایک extra ordinary session Jeddah, Saudi Arab میں طلب کیا جس میں تمام ممبران کے وزرائے خارجہ نے شرکت کی۔ جناب والا! وہاں ایک consensus develop ہوا اور جو قرارداد منظور کی گئی اس کے چار، پانچ اہم نکات تھے جو میں بیان کرنا چاہوں گا، جن میں واضح طور پر کہا گیا کہ:

۱۔ اس پر immediately ceasefire declare کی جائے۔

۲۔ جلد از جلد humanitarian assistance Gaza and other affected علاقوں میں مہیا کی جائے۔

۳۔ وہاں جتنے بھی prisoners بنائے گئے ہیں، انہیں release کیا جائے۔

۴۔ ایک peace process کا جلد از جلد revival ہو اور اس کے لیے تمام ممالک جن کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہیں وہ اس سلسلے میں اہم اقدام اٹھائیں۔

جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا background میں جانا چاہوں گا۔ اسرائیل نے پچھلے تین سے چار ہفتوں سے ظلم اور بربریت کی جو ایک نئی مثال قائم کی ہے اس کا background یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے بلکہ انسانی حقوق کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ جتنی بھی اخلاقی اقدار ہوتی ہیں انہیں بھی پامال کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہو گا کہ 1967 میں Resolution No.242 United Nations کو unanimously pass کیا گیا تھا اس کے اندر اسرائیل کے قبضے کو

نے ناجائز قرار دیا تھا۔ دوسرا resolution جو نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے وہ Resolution No.478 تھا۔ اس کے تحت وہاں پر کچھ ممالک نے یروشلم میں اپنے diplomatic missions کو جب shift کیا تو اس کے نتیجے میں یہ resolution pass کیا گیا کہ جتنے ممالک نے یروشلم میں اپنے اپنے diplomatic missions کو shift کیا ہے وہ وہاں سے نکال کر اسرائیل کے دارالخلافہ تل ابیب واپس لے جائیں۔ تیسرا اور اہم resolution جو پاس کیا گیا وہ Resolution No.2334 تھا۔ جس کے تحت اسرائیل نے مقبوضہ علاقوں میں جتنی بھی settlements قائم کیں ان سب کو ناجائز قرار دیا۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ ان تمام resolutions کی انہوں نے کوئی پاسداری نہیں کی۔ نہ صرف انہوں نے پاسداری نہیں کی بلکہ ان کے جتنے بھی حمایتی ہیں انہوں نے بھی اسرائیل پر زور نہیں دیا کہ اسرائیل ان resolutions کی پاسداری کرے۔ اس بابت پاکستان کی پالیسی کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسرائیل فوری طور پر مقبوضہ علاقوں سے اپنا انخلاء کرے۔

۲۔ انہوں نے وہاں پر جن حقوق کی پامالی کی ہے انہیں بحال کرے۔

۳۔ فلسطین کے لیے ایک آزاد حکومت جس کے لیے United Nations کی قراردادیں موجود ہیں، جس کا دارالخلافہ القدس الشریف ہو، اس کے مطابق اس کی independent حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

اس امید کے ساتھ کہ ہماری آواز نہ صرف ہماری عوام کی آواز، اس ایوان کی آواز، حکومت کی آواز فلسطین کے عوام کے لیے روشنی کا، آزادی کا اور امن کا ثبوت ثابت ہو اور اس امید کے ساتھ کہ انصاف، ظلم اور جبر پر حاوی ہو اور اس امید کے ساتھ کہ عالمی ضمیر تنگ نظر مفادات کو شکست دے۔ میں اس ایوان کی جانب سے، حکومت کی جانب سے اور عوام کی جانب سے ایک مرتبہ پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ ہم فلسطین کے عوام کے ساتھ ہیں، ہمیشہ رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you. The motion has been talked out. Now I request honourable Senator Mohammad Ishaq Dar, to please move the resolution.

Resolution moved by Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) condemning the Israeli crimes against humanity and state terrorism against Palestinians; expressing full solidarity and support with the oppressed Palestinians and demanding immediate ceasefire in Gaza

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

"The Senate of Pakistan at its emergency session on the Gaza genocide:

Strongly condemns the Israeli crimes against humanity and State terrorism being perpetrated against the innocent children, women and men of Palestine living in the occupied strip of Gaza, the World's biggest open prison;

Declares that since the Holocaust of the 2nd World War, no State has committed such mass killings, carnage and war crimes with such an unprecedented barbarity and brutality;

Expresses full solidarity and support with the oppressed Palestinians while denouncing the double standards and hypocrisy of those who are supporting Israel, as they are partners in crime since they also oppose an immediate ceasefire in beleaguered Gaza;

Reflects the sentiments of the people of Pakistan and takes pride in Pakistan's consistent commitment to the just cause of Palestine. Since such a policy which was first enunciated by the Founder of Pakistan Quaid-i-Azam Muhammad Ali

Jinnah, there can, therefore, be no wavering from Pakistan's principled policy based on supporting the inalienable right of self-determination of the people of Palestine and their right to an independent State of Palestine with Jerusalem as its Capital; and

Demands an immediate ceasefire in Gaza, an end to the Israel blockade of Gaza, full access of Gaza to all International Humanitarian Organizations so that relief supplies, medicines, food and water can be supplied to the beleaguered citizens of Gaza and further demands an end to Israeli aggression and occupation and termination forthwith of all Israeli activities aimed at desecration of Holy places of Muslim Ummah."

Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House.

(The resolution was passed unanimously)

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب، اس قرارداد کی کاپی میرے covering letter کے ساتھ پوری دنیا کی Parliaments کو بھجوادیں اور United Nations کو بھی بھجوادیں۔

I will now read out the prorogation order. In exercise of the powers conferred by Clause (3) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of its business on Wednesday the 1st November, 2023.

Sd/-

(Muhammad Sadiq Sanjrani)

Chairman Senate

(The House was then prorogued sine die)

Index

Senator Saleem Mandviwalla 15
جناب جلیل عباس جیلانی 35
سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری 19
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی 12
سینیٹر ثنا جمالی 31
سینیٹر حافظ عبدالکریم 2, 10
سینیٹر خالدہ سکندر میندھرو 22
سینیٹر سرفراز احمد بگٹی 18
سینیٹر سعدیہ عباسی 6, 7
سینیٹر سید محمد صابر شاہ 27
سینیٹر شاہین خالد بٹ 24
سینیٹر عرفان الحق صدیقی 3, 4, 5
سینیٹر عطاء الرحمٰن 27
سینیٹر عمر فاروق 14
سینیٹر فوزیہ ارشد 30
سینیٹر کیشو بائی 21
سینیٹر محمد اسحاق ڈار 39
سینیٹر محمد عبدالقادر 33
سینیٹر محمد قاسم 16, 17
سینیٹر نثار احمد کھوڑو 7, 10